



سوال

(6) شراکت اور اس کی اقسام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شراکت اور اس کی اقسام

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیح السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شراکت کے مسائل سے واقفیت نہایت ضروری ہے کیونکہ تجارت میں لوگوں کو اکثر طور پر ان سے واسطہ پڑتا ہے۔ شراکت مالی فوائد حاصل کرنے اور اسے بڑھانے میں باہمی تعاون کا نام ہے اس طرح ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

تجارت وغیرہ میں شراکت کے جواز کے دلائل کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ كَثُرَ إِحْسَانُ الْخَطَاةِ لَفِيئَةٌ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ ... سورۃ ص

"اور بلاشبہ اکثر حصے دار (شریک ایسے ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔ [1]"

درج بالا آیت کریمہ شراکت کے جواز پر دلالت کرتی ہے نیز شریک کو دوسرے شریک پر ظلم کرنے سے روکتی ہے۔ شراکت کے جواز پر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ يُغْفِرُ الْخَطَاةَ الشَّرِكَانَ بِأَمْ سَخْنِ أُمَّهُمَا صَاحِبَةً فَإِنَّهُ خَرَفَتْ مِنْ غَيْبِهَا"

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دو حصے داروں میں تیسرا ہوں جب تک ان میں ایک شخص دوسرے کی خیانت نہیں کرتا۔ اگر ایک شخص خیانت کرے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔" [2]"

اس حدیث میں جہاں شراکت کے جواز کا بیان ہے وہاں ایک دوسرے کی خیانت نہ کرنے کی بھی تاکید ہے۔ شراکت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مقصود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کے ساتھ تعاون کرتا رہتا ہے۔" [3]"



کاروباری اشتراک میں حلال اور پاک مال شامل ہونا چاہیے حرام یا حرام کی آمیزش سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

اگر شرکت میں خرید و فروخت کی نگرانی و اشرف مسلمان کے ہاتھ میں ہے تو شرکت میں کافر کے حصے دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں سودی کاروبار یا حرام مال کے شام ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

شرکت کی دو قسمیں ہیں۔ (1) شرکت الماک (2) شرکت عقود۔

شرکت الماک یعنی استحقاق میں اشتراک مثلاً زمین یا فیکٹری یا گاڑیوں وغیرہ کی ملکیت میں اشتراک کا ہونا شرکت عقود یعنی تصرف میں اشتراک مثلاً: شے کی خرید و فروخت یا اسے کرائے پر دینے میں ہر ایک کو اختیار حاصل ہو۔ اور یہ اشتراک یا تو مال اور محنت دونوں کو شامل ہو یا صرف محنت میں اشتراک ہو مال میں نہ ہو اس کی پانچ قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1- دونوں حصہ داروں کا مال اور محنت کرنے میں اشتراک اسے "شرکت عنان" کہتے ہیں۔

2- ایک کا مال مہیا کرنا اور دوسرے کا محنت کرنا۔ اسے "مضاربت" کہا جاتا ہے۔

3- بغیر مال کے ذمے داری اٹھانے میں دونوں شریک ہوتے ہیں اس کا نام "شرکت وجوہ" ہے۔

4- بدنی محنت میں دونوں کا اشتراک ہو۔ یہ قسم "شرکت ابدان" کے نام سے مشہور ہے۔

5- مذکورہ تمام چیزوں میں شریک ہونا یعنی جس میں ہر حصہ دار دوسرے کو مالی اور بدنی اشتراک کے جملہ اختیارات تفویض کر دیتا ہے اور ہر شریک خرید و فروخت کے اختیارات کا حامل ہوتا ہے۔ یہ قسم شرکت عنان وجوہ اور ابدان کے علاوہ مضاربت کو بھی شامل ہے۔ اس قسم کا نام "شرکت مفاوضہ" ہے۔

یہ مذکورہ بیان شرکت کی انواع کا مجمل خاکہ تھا۔ ان کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اب ہم آپ کو ہر ایک کی تفصیل سے آگاہ کریں گے۔

شرکت عنان

دو یا زیادہ شریکوں کا مال اور تصرف میں برابر ہونے کو "شرکت عنان" کہتے ہیں۔ شرکت عنان میں دونوں شریک اپنا مال اور محنت برابر پیش کرتے ہیں۔

دو شخص (یا زیادہ) اپنا اپنا مال ایک مال کی طرح یکجا کر لیں اور معاہدہ کریں کہ سب مل کر کاروبار کریں گے یا ایک کاروبار کرے گا تو اسے دوسرے کی نسبت زیادہ نفع ملے گا۔

مذکورہ اعتبار سے "شرکت عنان" بالاجماع جائز ہے جیسا کہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے البتہ اس قسم کی شرکت کی بعض شرائط میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

فریقین میں سے ہر ایک اس اجتماعی مال میں اصالتاً اور وکالتاً تصرف کر سکتا ہے۔ کسی کو دوسرے سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

علماء کا اتفاق ہے کہ شرکت کے کاروبار میں ہر ایک کا اصل مال سونے چاندی کے سکوں (کرنسی) کی شکل میں ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک لوگ بلا اعتراض اس کے ساتھ ہی شرکت کا کاروبار کرتے آ رہے ہیں اور کسی عالم نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

شرکت عنان میں اصل مال سامان کی شکل میں ہو تو اس میں شرکت کے جواز یا عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے۔ عدم جواز کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ ایک سامان کی قیمت میں کسی ویشی کا امکان ہے لہذا ہر حصہ دار میں نفع برابر تقسیم نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک شخص کے مال میں اضافہ ہو اور دوسرا اس منافع میں بلاوجہ شریک ہو گیا نیز حقوق کے ضائع ہونے کا

اندیشہ اور باطل ذریعے سے مال کھانے کا امکان بھی ہے۔

جواز کے قائلین کا کہنا ہے کہ شراکت کا مقصد تمام حصے داروں کا پورے مال میں تصرف ہے اور پورے نفع کو آپس میں تقسیم کرنا ہے اور وہ نقدی کی طرح مال سامان سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

شراکت عنان کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ حصے داروں میں منافع کی تقسیم ان کے حصص کے مطابق ہو۔ مثلاً تہائی یا چوتھائی حصہ وغیرہ کیونکہ نفع ان کے درمیان مشترک ہے۔ ہر ایک کا حصہ طے شدہ شرط کے مطابق ہی ممتاز ہو سکے گا۔ اگر نفع میں سے ہر ایک کا حصہ جمول ہو یا کسی کے لیے کسی مخصوص مال کا نفع لینے کی شرط لگائی گئی ہو یا کسی محدود وقت یا مخصوص سفر کے نفع کی شرط مقرر کی گئی ہو تو ان تمام صورتوں میں شراکت عنان جائز نہیں ہے کیونکہ کسی مخصوص حصے میں کبھی نفع ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا اسی طرح کبھی متعین نفع سے زائد حاصل ہوتا ہے۔

الغرض یہ صورت نزاع و اختلاف کا باعث ہے۔ اسی طرح ایک فریق کی محنت ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہے لہذا شریعت اسلامی ہمیں اس سے منع کرتی ہے اور وہ دھوکے اور نقصان سے لوگوں کو بچانے کے لیے ہی نازل ہوئی ہے۔

مضاربت کا بیان

"مضاربت" ضرب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی زمین میں (تجارت کی خاطر) سفر کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأَخْرَجُوا مِنَ الْأَرْضِ الَّذِينَ يُعْتَبُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۚ ... سوره المزمل

"اور بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ کا فضل (روزی بھی) تلاش کریں گے۔" [4]

مضاربت کے شرعی معنی ہیں۔ "ایک شخص مال فراہم کرے اور دوسرا اس میں کاروبار کرے جبکہ منافع طے شدہ حصوں کے مطابق دونوں میں تقسیم ہو۔" واضح رہے کہ مضاربت کی صحت کی شرط یہ ہے کہ کام کرنے والے کا نفع میں حصہ مقرر ہو کیونکہ وہ شرط کی وجہ سے اس کو وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔

کاروبار کی یہ صورت بالا جماع جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مضاربت ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قائم رکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ نیز صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔

(قیاس اور) حکمت بیع مضاربت کے جواز کی متقاضی ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے نیز درہم و دینار تجارت اور کاروبار کرنے ہی سے تو بڑھتے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "مضاربت میں کاروبار کرنے والا شخص امانت دار، مزدور، وکیل اور حصے دار ہوتا ہے اس لحاظ کی وضاحت یوں ہے کہ جب وہ مال قبضے میں لیتا ہے تو وہ امین ہے۔ جب وہ مال میں تصرف کرتا ہے تو وکیل ہے۔ اور بعض اعمال خود انجام دینے کی وجہ سے مزدور ہے جبکہ نفع حاصل ہونے کی صورت میں مال میا کرنے کا حصہ دار اور شریک ہے مضاربت کے صحیح ہونے کی یہ شرط ہے کہ عامل (محنت کرنے والے) کا حصہ مقرر ہو کیونکہ وہ اس حصے کا شرط کے ساتھ ہی مستحق ہوگا۔ [5]

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علمائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کاروبار کرنے والے کو چاہیے کہ وہ مالک مال سے تہائی یا چوتھائی نفع لینے کی شرط طے کر لے یا دونوں کی رضا سے نفع کی تقسیم میں جو معاہدہ بھی ہو جائے درست ہے۔ اگر صاحب مال نے کاروبار کرنے والے کے لیے سارا نفع مقرر کر دیا یا نفع لینے کی رقم متعین کر دی (مثلاً ہزار روپے) یا



مجمول حصہ طے رکھا تو یہ معاہدہ فاسدہ ہوگا۔" [6]

کاروبار کرنے والے والے شخص کے نفع کی تعیین دونوں کی رضا مندی سے ہوگی۔ اگر صاحب مال نے محنت کرنے والے سے کہا کہ تم تجارت کرو۔ نفع ہم دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا تو ہر ایک کو نفع کا نصف نصف حصے گا۔ کیونکہ اس کے جملے کا یہی واضح مطلب ہے جیسے ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے۔ یہ گھر میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے تو دونوں کا نصف نصف استحقاق ہوگا۔

اگر صاحب مال نے کاروبار کرنے والے سے کہا: تم تجارت کرو۔ اور نفع میں میرا حصہ تین چوتھائی یا تہائی ہوگا یا تجھے تین چوتھائی یا تہائی ملے گا تو یہ بھی درست ہے۔ جب ایک فریق کا حصہ طے ہو گیا تو وہ لے لے گا اور باقی حصہ دوسرے فریق کا ہوگا کیونکہ نفع میں دونوں کا استحقاق ہے اور الفاظ کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جب ایک فریق اپنا مقرر حصہ وصول کر لے تو باقی دوسرے فریق کا ہوگا (صاحب مال کی بات کا یہی مضموم ہے۔)

اگر ان میں اختلاف ہو جائے کہ طے شدہ حصہ (مثلاً ایک تہائی) کس کے لیے طے ہوا تھا تو وہ کارکن کے لیے سمجھا جائے گا خواہ کم ہو یا زیادہ کیونکہ کارکن اپنے کام کی وجہ سے اس حصے کا حقدار قرار پایا ہے اور وہ کم یا زیادہ مقرر ہو سکتا ہے بعض اوقات کام آسان ہوتا ہے تو عامل کا حصہ کم مقرر کر دیا جاتا ہے بعض اوقات کام مشکل ہوتا ہے تو عامل کا حصہ زیادہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ہی کام کرنے والے دو کارکنوں کا حصہ ایک دوسرے سے مختلف متعین ہو سکتا ہے کیونکہ ایک آدمی کام میں ماہر ہوتا ہے ایک نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ عامل کا حصہ شرط کی بنیاد پر طے ہوتا ہے جبکہ صاحب مال اپنے مال کی وجہ سے نفع کا مستحق ہے شرط کی وجہ سے نہیں۔

اگر مضاربت فاسدہ ہو جائے تو مال کا نفع مال کے مالک کو ملے گا کیونکہ نفع اسی کے مال سے حاصل ہوا کہ۔ کام کرنے والے کے لیے مزدوری کی وہ اجرت ہے جو اس جیسے کام کرنے والے عام شخص کو ملتی ہے کیونکہ اس کا استحقاق شرط کے ساتھ تھا جو مضاربت میں فساد کی وجہ سے فاسد ہو گئی۔

ایک محدود وقت کے لیے بھی مضاربت ہو سکتی ہے مثلاً مالک مال کسے میں تجھے یہ درہم ایک سال تک مضاربت کے لیے دیتا ہوں۔ اسی طرح مضاربت کسی جائز شرط سے معلق بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً صاحب مال کسے جب فلاں مہینہ آئے تو اس مال سے مضاربت کیجئے یا وہ کسے۔ جب تم زید سے میرا مال وصول کرو تو وہ مضاربت کے لیے تمہارے پاس ہی رہے گا اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ مضاربت مال میں تصرف کرنے کی اجازت کا نام ہے لہذا اسے ایسی شرط سے معلق کیا جاسکتا ہے جس کا تعلق مستقبل ہی سے ہے۔

مضاربت میں کاروبار کرنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے شخص کا بھی مال نے کر مضاربت شروع کرے الا یہ کہ مضارب اول اس کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دوسرے مضارب کا مال زیادہ ہو جو اسے سارا وقت مشغول رکھے گا تو پہلے کی تجارت متاثر ہوگی۔ اگر پہلے مضارب کا مال زیادہ ہے جو اسے ہر وقت مصروف رکھتا ہے تو بھی دوسرے مضارب کا کاروبار کرنے سے پہلے شخص کے کاروبار میں تعطل پیدا ہوگا اور یہ غلط ہے البتہ اگر مضارب اول اجازت دے دے یا اس سے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو عامل کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی مضاربت کر سکتا ہے۔

اگر عامل نے پہلے مضارب کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص سے مضاربت کر لی جس سے پہلے کا نقصان ہے تو دوسرے مضارب والے کے نفع میں سے اس کا حصہ دیا جائے گا پھر عامل کا حصہ پہلے مضارب والے کے نفع میں ملا کر یہ مجموعی رقم ان دونوں (عامل اور پہلے مضارب والے) میں طے شدہ شرط کے مطابق تقسیم ہوگی کیونکہ دوسرے مضارب سے حاصل ہونے والے عامل کے نفع میں پہلے مضارب کا حق شامل ہے۔

عامل (کاروبار کرنے والا) مضاربت کے مال میں سے اپنے سفر اور خوراک کا الگ خرچہ نہ کرے البتہ اگر مالک کے ساتھ شرط طے ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ نفع کا ایک مخصوص حصہ معاہدے کے مطابق وصول کر رہا ہے لہذا اسے بلا شرط زیادہ لینے کا حق نہیں الا یہ کہ ایسا کرنا وہاں کے باسیوں میں معروف و معمول ہو۔

جب تک عقد مضاربت قائم رہے منافع تقسیم نہ کیا جائے الا یہ کہ دونوں تقسیم پر رضامند ہوں کیونکہ نفع کی وجہ ہی سے اس المال محفوظ رہتا ہے اور کسی تجارتی معاملے میں نقصان بھی ہو سکتا ہے چنانچہ اگر کسی سودے میں نقصان بھی ہو گیا تو وہ کسی حاصل نفع سے پوری کر لی جائے گی۔ اگر عقد مضاربت کے دوران نفع تقسیم کر لیا جائے تو نقصان پورا کرنے کی کوئی



صورت نہیں رہتی۔ چونکہ نفع سے اصل سرمائے کو کمی سے بچایا جاتا ہے لہذا عامل تب ہی معاوضے کا مستحق ہوگا جب اصل سرمایہ پورا رہے گا۔

عامل ایک امانت کا نگران ہے اسے اپنی ذمہ داری میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ مال کے نقصان یا تلف ہونے کی صورت میں اس کی بات معتبر ہوگی۔ اگر اختلاف ہو جائے کہ عامل نے فلاں شے ذاتی طور پر خریدی ہے یا مضاربت میں خریدی ہے تو عامل کے بیان کو سچ سمجھا جائے گا کیونکہ اسے امین یعنی قابل اعتماد سمجھا گیا تھا۔

شراکت وجوہ، اہد ان اور مفاوضہ کا بیان، شراکت وجوہ

دو یا زیادہ اشخاص ایک چیز مشترکہ ذمہ داری پر خریدتے ہیں۔ پھر جب اسے فروخت کرتے ہیں تو اس میں جو نفع حاصل ہوا اسے طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم کر لیتے ہیں (اس طرح نقصان سے بھی دونوں متاثر ہو سکتے ہیں) اس عقد کو "شراکت وجوہ" اس لیے کہتے ہیں کہ اس کاروبار میں دونوں کا اصل سرمایہ نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک کی ذمہ داری، مارکیٹ میں اثر و رسوخ اور لوگوں کا اس پر اعتماد وغیرہ کام آتا ہے۔ دونوں شخص انہی اوصاف کی بنیاد پر سامان خریدتے اور فروخت کرتے ہیں اور جو نفع حاصل ہو حسب شرائط تقسیم کر لیتے ہیں۔ (یہ عقد درست ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"المسلمون علیٰ شروطهم"

"مسلمان طے شدہ شرائط کی پاسداری کریں۔" [7]

شراکت کی یہ قسم "شراکت عنان" سے مشابہت رکھتی ہے اسی لیے اس کا حکم بھی وہی ہے۔

شراکت کی اس قسم میں ہر حصے دار اپنے ساتھی کا وکیل اور قیمت میں کفیل ہوتا ہے لہذا اس شراکت کا تعلق وکالت اور کفالت سے بھی ہے۔

دونوں کے درمیان نفع کی تقسیم حسب شرط اور شے کی ملکیت کے حساب سے ہوگی مثلاً: نصف یا کسی ویشی کے ساتھ اسی طرح ہر ایک شراکت میں شے کی ملکیت کے حساب سے خسر برداشت کرے گا۔ یعنی شراکت کی شے میں کوئی نصف مالک ہے تو وہ نصف خسر برداشت کرے گا۔ خلاصہ یہ کہ ہر شریک کو اس کا نفع حسب شرائط ملے گا۔ مثلاً: نصف چوتھائی یا تہائی حصہ کیونکہ کوئی دوسرے کی نسبت مارکیٹ میں زیادہ بااعتماد ہوتا ہے یا تجارت کا زیادہ تجربہ رکھتا ہے۔ اسی طرح کسی کی زیادہ محنت یا زیادہ کردار ہوتا ہے۔ لہذا وہ زیادہ نفع لینے کی خواہش رکھتا ہے اس میں باہم طے شدہ شرائط کی پاسداری کی جائے گی۔

شراکت وجوہ میں ہر شریک کی صلاحیت و قابلیت کا لحاظ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ "شراکت عنان" میں ہوتا ہے۔

شراکت اہد ان

اس میں دو یا زیادہ اشخاص باہمی سمجھوتہ کرتے ہیں کہ وہ بدن کے ذریعے سے کام کریں گے اور جو بھی حاصل کریں گے اس آمدن میں سب برابر کے حصے دار ہوں گے یا جس نسبت سے طے کر لیں۔ اس کے جواز کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر کے دن سمجھوتہ کیا کہ آج جو ہمیں مال غنیمت حاصل ہوگا اس میں ہم سب برابر کے حصے دار ہوں گے چنانچہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو قیدی لے آئے جب کہ میں (عبداللہ) اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی چیز نہ لائے۔" [8]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مشارکت کو بحال

رکھا۔ " [9]

شرکاء کے اتفاق اور معاہدہ کر لینے کے بعد اگر ان میں سے کسی ایک نے کسی کام کو کرنے کی ذمہ داری اٹھالی تو باقی شرکاء کو چاہیے کہ وہ بھی اس کام کو انجام دیں کیونکہ اس معاہدے کا یہی تقاضا ہے۔

اگر شرکاء کے ہمز اور کام مختلف ہوں تو بھی شراکت ابدان جائز ہے۔ مثلاً: ایک کپڑے کی سلانی کرتا ہے اور دوسرا لوہے کا کام کرتا ہے نیز آجر سے لپنے کام کی اجرت طلب کرنے اور لینے کا ہر ایک کو اختیار ہے۔ اسی طرح آجر کام کی اجرت کسی بھی ایک شخص کو دے سکتا ہے کیونکہ ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے چنانچہ حاصل شدہ اجرت تمام شرکاء میں برابر برابر تقسیم ہوگی۔

مباح چیزوں میں شراکت ابدان (کئی آدمیوں کی شراکت) درست ہے مثلاً: لکڑیاں جمع کرنا پہاڑوں سے پھل چننا، کان (معدن) سے کچھ نکالنا۔

اگر کوئی ایک شریک بیمار ہو گیا تو دوسرے کو جو محنت و مزدوری ملے گی وہ دونوں میں تقسیم ہوگی جیسا کہ سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قیدیوں میں اس کے دوسرے ساتھی حصے دار ہونے تھے۔ [10]

اگر تندرست نے مریض (شریک) سے اپنا نائب مقرر کرنے کا مطالبہ کیا تو اسے پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ دونوں شراکت کے دائرہ میں کام کرنے کے معاہدے کے ساتھ داخل ہونے تھے اگر مریض وہ کام کرنے سے معذور ہو اور اپنا نائب بھی مقرر نہیں کرتا تو اس کے دوسرے شریک معاہدہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

اگر دو یا زیادہ اشخاص (جن کے پاس اپنا پنا جانور یا گاڑی ہے) معاہدہ کر لیں کہ ہم لپنے جانور یا گاڑی پر بوجھ کو یا لوگوں کو کرایہ لے کے سوار کریں گے اور ہر ایک جو کچھ آمدن حاصل کرے گا وہ سب میں برابر تقسیم ہوگی تو یہ شراکت بھی درست ہے کیونکہ یہ بھی کمائی کی ایک نوعیت ہے۔ اس طرح کسی کو جانور یا گاڑی دینا تاکہ وہ اس سے کام لے کر مال کمائے پھر وہ آمدن کو باہم تقسیم کر لیں تو جائز ہے۔

اگر تین افراد مل جاتے ہیں ایک کا گھوڑا ہے دوسرے کا تانگہ اور تیسرا کوہجان بن کر محنت کرتا ہے تو حاصل شدہ آمدن تینوں برابر تقسیم کر لیں تو درست اور جائز ہے۔

اگر دو یا زیادہ اشخاص دلالی میں شراکت کر لیں مثلاً: سامان بیچنے کے لیے دونوں آواز لگائیں یا گاگ تلاش کریں تو بھی جائز ہے اور حاصل ہونے والا مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔

شراکت مفاوضہ

اس میں ہر حصے دار دوسرے کو مالی اور بدنی اشتراک کے حملہ اختیارات تفویض کرتا ہے۔ یہ شراکت عنان مضاربت وجوہ اور ابدان سب شراکتوں کو محیط ہے۔ یعنی سب شرکاء تمام حقوق اور فرائض میں برابر شریک ہوں گے۔

شراکت کی یہ نوع جائز ہے کیونکہ یہ شراکت کی تمام ان انواع پر مشتمل ہے جو فرداً فرداً جائز ہیں لہذا اگر ایک قسم دوسری کے ساتھ جمع ہو جائے تو بھی جائز ہے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

منافع کی شرح کا جو وہ باہم طے کر لیں گے۔ اسی کے مطابق نفاذ ہوگا البتہ خسارہ ہونے کی صورت میں وہ لپنے سرمائے کی نسبت سے برداشت کریں گے۔

شریعت اسلامیہ نے مباح کی حدود میں رہ کر کسب و کمائی کا دائرہ وسیع کر دیا ہے اور مباح قرار دیا ہے کہ انسان انفرادی طور پر کمائی کرے یا دوسرے کا شریک بن جائے البتہ لوگ طے شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے عمل کریں الایہ کہ کوئی ناجائز اور حرام شرط شامل ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت ہر زمانے کے لیے قابل عمل ہے۔



اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی شریعت پر چلائے اور اس پر قائم رکھے اتباع اور عمل صالح کی توفیق دے۔ بے شک وہی سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

[1] - ص 24-38۔

[2] - (ضعیف) سنن ابی داؤد البیوع فی الشركة حدیث 3383 و سنن الدار قطنی: 3/31 حدیث 2910 و السنن الکبریٰ للبیہقی: 6/78 واللفظ لهما

[3] - صحیح مسلم الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر۔ حدیث 2699۔

[4] - المزیل 73-20۔

[5] - زاد المعاد: 1/161۔

[6] - المغنی و الشرح الکبیر: 5/140۔

[7] - جامع الترمذی الاحکام باب ما ذکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلح بین الناس حدیث: 1352۔

[8] - (ضعیف) سنن ابی داؤد البیوع باب فی الشركة علی غیر راس مال حدیث: 3388 و سنن النسائی البیوع باب الشركة بغیر مال حدیث: 4701۔

[9] - المغنی و الشرح الکبیر: 5/111۔

[10] - سنن ابی داؤد البیوع باب فی الشركة علی غیر راس مال حدیث 3388۔

حدیث ما عذمی و اللہ اعلم بالصواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل

شراکت کے احکام و مسائل: جلد 02: صفحہ 103